SHEHRI

شہری

برائے بہتر ماحول

اپریل تا جون ۱۹۹۹ء

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو' وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے...مارگریٹ میڈ

اندرونی صفحات پر

- اصلاح کا چارٹر
- این جی اوز کا بنیادی مقصد
- اسپتالوں کے لئے غلاظت سوز بھٹیاں
- ہماری زمین ہمارا مستقبل

امن ایک انسانی حق ہے

پچھلے دنوں ہیگ نیدرلینڈز میں عالمی امن کانفرنس منعقد کی گئی – اس میں دنیا بھر کے مندوبین کے علاوہ پاکستان پیس کولیشن کے ارکان نے بھی شرکت کی' ش – فرخ اس وفد میں شامل تھیں' شہری کے لئے ش – فرخ کا خصوصی مضمون اور تصاویر –

کانگریس

سینٹر ہیگ (نیدرلینڈز) کے استقبالیہ ہال سے گزرتے ہوئے کسی نے ہاتھ میں کاغذ کا ایک صفحہ تھمادیا' لکھا تھا۔

چیچنیا کی غیراعلان کردہ جنگ کے دوران' ہم ' روسی والدین کے بچے کھو گئے۔ ہم انہیں ابھی تک نہ زندوں میں اور نہ مرنے والوں میں' کہیں بھی تلاش نہ کرسکے ہمارے دل دکھ درد سے لبریز ہیں۔

ہمارے بچے۔ ہمارا مستقبل کہیں نہیں ہے۔

ہم نہیں چاہتے کہ کسی بھی قوم کے والدین اس طرح کے غم سے دوچار ہوں۔ ہم آپ کے ذہن اور دل سے گزارش کرتے ہیں۔ جنگ شروع نہ کرو بچوں کو ہلاک نہ کرو۔ تمام مسائل کا حل پرامن طریقے سے تلاش کرو۔

گزشتہ مئی کے دوسرے ہفتے ہیگ میں منعقد ہونے والی ہیگ اپیل فار پیر (HAP99) دراصل امن کے سلسلے میں کی گئی کوششوں کی صد سالہ سالگرہ تھی۔ اب سے سو سال قبل یعنی ۱۸۹۹ء میں اسی شہر میں امن کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کانفرنس کا اہتمام شاہی حکومتوں نے کیا تھا جس کے کوینئر روس کے زار نکولس دوئم تھے۔ اس موقع کی یادگار کے طور پر امن محل تعمیر کیا گیا۔ جس کے لئے امریکی خلق دوست اینڈریو کارنیگی نے ۱۵ء۱ ملین ڈالر فراہم کئے تھے۔ اس کانفرنس کا مقصد دنیا میں پائیدار امن قائم کرنا اور اسلحہ کی روک تھام تھا۔ لیکن نیک نیتی پر مبنی وہ کوشش اس وقت ناکام ہوگئی جب ۱۸۹۹ء کی ہیگ امن کانفرنس کے ۱۵ سال بعد یورپ جنگ میں مبتلا ہوگیا تھا۔

ہیپ ۹۹ء کے اختتامی اجلاس میں بہت سی دیگر آراء کے علاوہ ایک خوش امید آواز ہندوستان کی دینا شیا کی تھی جنہوں نے کہا تھا یہ امن کانفرنس ان اجلاسوں سے زیادہ پراثر ثابت ہوگی جو بند کواڑوں کے پیچھے بارہا منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ حالانکہ اس پررونق اور پرجوش کانفرنس پر ہیگ کا مطلع خلاف معمول صاف ہونے کے باوجود کوسوو کی جنگ کے مہیب سائے مسلسل چھائے رہے۔

ہیگ کانفرنس سے تقریباً" ایک ماہ

شہری

سی 206 بلاک-2- پی ای سی ایچ ایس
کراچی- پاکستان
ٹیلی فون/فیکس 92-21-453-0646
E-mail address:shehri
@onkhura.com
(web site) URL:http://www.
onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : مینا صدیقی
انتظامی کمیٹی
چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
وائس چیئرپرسن : وکٹوریہ ڈی سوزا
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خزانچی : حنیف- اے- ستار
ارکان : نوید حسین' خطیب احمد
ایس رضا علی گردیزی
شہری اسٹاف
کوآرڈی نیٹر : مسز منصور
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر : محمد ریحان اشرف
شہری ذیلی کمیٹیاں
آلودگی کے خلاف : نوید حسین
تحفظ ورثہ : دانش آذر زوبی' امیر الرحمٰن
میڈیا اور بیرونی روابط : امیر الرحمٰن' محسن جعفری' فرحان انور
قانون : قاضی فائز عیسیٰ' امبر علی بھائی'
رولینڈ ڈی سوزا' وکٹوریہ ڈی سوزا' خطیب احمد
پارکس اور تفریح : خطیب احمد
اسلحہ سے پاک معاشرہ : نوید حسین
قاضی فائز عیسیٰ
مالی حصول : تمام ارکان
ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔
ایڈیٹر ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔
لے آؤٹ اور ڈیزائن : زیڈ یو لالہ
پروڈکشن : انٹرلنک کمیونیکیشن
مالی تعاون : فریڈرک نیومان فاؤنڈیشن
رکن IUCN
دی ورلڈ کنزرویشن یونین

قبل ہیپ ۹۹ء کے نیویارک آفس میں متعلقہ عہدیداروں اور کارکنوں سے ملاقات ہوئی۔ کوسوو کی جنگ چھڑ چکی تھی ادھر امن کانفرنس کی تیاریاں زوروں پر تھیں۔ کئی جانب سے ہیگ کانفرنس میں کوسوو کو اہمیت دینے کی خاطر دباؤ بڑھ رہا تھا۔ لیکن منتظمین کا خیال تھا کہ ایسا کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ کیونکہ دنیا بھر کے دیگر بہت سے مسائل بھی خاصے گنبھیر ہیں۔ ایک اطلاع یہ بھی تھی کہ مصلحتاً" کوسوو کو بالکل زیر بحث نہیں لایا جائے گا۔ لیکن ایسا کرنا ناگزیر ثابت ہوا۔ بلکہ اس دوران یوگوسلاویہ کے صدر ملوسوچ خصوصی طورپر زیر عتاب رہے۔ بلکہ یوگوسلاویہ میں نیٹو کی سرگرمیوں یعنی ہلاکتیں بند کرنے کے لئے مزید ہلاکتوں کے ارتکاب پر بھی کڑی تنقید کی گئی۔

کانفرنس کا سلوگن تھا "اب جنگ بند کرنے کا وقت ہے' امن ایک انسانی حق ہے"۔

لیکن امن سے کیا مراد ہے؟ ایک جاپانی مندوب کی رائے میں امن جنگ کے بعد نہیں۔ جنگ سے پہلے قائم کیا جائے۔

جبکہ دینا شیبا نے امن کی وسیع تر

امن کے لئے مظاہرہ کا ایک انداز

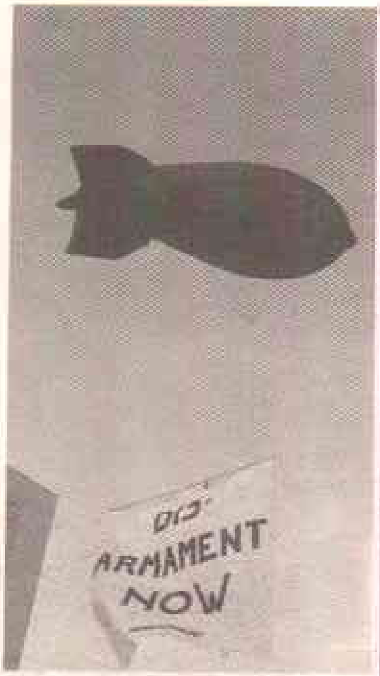

امن سے مراد
آسمان کا امن ہے
زمین کا امن ہے
پانیوں کا امن ہے
پودوں کا امن ہے
ماحولیاتی تنوع کا امن ہے

تشریح کچھ اس طرح کی۔

امن کا مطلب آسمان کا امن ہے' زمین کا امن ہے' پانیوں کا امن ہے' پودوں کا امن ہے' ماحولیاتی تنوع کا امن ہے۔ جبکہ عالمی معیشت کی بدولت جنگ ہمارے کھیتوں اور باورچی خانے کی میز تک پہنچ گئی ہے۔ اقتصادی گلوبلائزیشن رقابت کو فروغ دے رہی ہے۔ یہ طمع کا دفاع کرتی ہے اور باہمی تعاون کو تباہ کر رہی ہے۔ اس نے متنازعہ علاقوں میں انصاف نہیں بلکہ جنگ کو فروغ دیا ہے پنٹاگون' کاؤر' اسکواڈرن کے علاوہ اسلحہ سازی کے دیگر اداروں نے جنوبی دنیا کو ملٹرائزیشن کمپلیکس بنا دیا ہے۔ یہ دواؤں کے نام پر ایسی کیمائیں فراہم کرتے ہیں جو ہماری زمین اور ہمارے جسموں کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس نے ہماری تعمیر کی طرف حیاتیاتی جنگ کا راستہ بنایا ہے۔

مقررہ نے جنوبی دنیا کی باشندہ ہونے کی حیثیت سے یہ کہا کہ ہمارا ماحولیاتی تنوع عالمی سرپرستوں کی جائیداد نہیں۔ کوسوو میں لسانی تطہیر دراصل ثقافتی یک رنگی پیدا کرنے کی خواہش کی ایک مثال ہے۔ جبکہ ایک ایسی دنیا کا تصور جہاں تمام انسان ایک جیسے ہوں' تمام پودے اور جانور ایک طرح کے ہوں کسی کے لئے قابل قبول نہیں ہوگا۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم اپنے ہاں کے تمام جانداروں یہاں تک کہ آخری مکڑی تک کا تحفظ کرکے اپنا ماحولیاتی تنوع اور فطری نظام کو برقرار رکھیں۔ ہمیں نہ صرف اسلحہ اور نیوکلیئر سے پاک خطے چاہئیں بلکہ جرثوموں کی صنعت گری سے آزاد علاقے مطلوب ہیں۔ ہمارے لئے یہی امن کے معنی ہیں جہاں ہم اپنے ثقافتی تنوع کا جشن منا سکیں اور اپنی غذا پیدا کرنے کے لئے اپنی زمین میں مقامی بیج بو سکیں۔

پانچ روز تک جاری رہنے والی ہیگ امن کانفرنس میں دنیا بھر کے لوگوں کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ اس میں چار ہزار افراد کی شرکت متوقع تھی جبکہ انتظامی تقریب میں یہ اعلان کیا گیا کہ اس وقت کانفرنس سینٹر میں ۸ ہزار افراد موجود ہیں۔ جبکہ آخری اعداد و شمار کے مطابق یہ تعداد ۹ ہزار سے تجاوز کر گئی تھی جس میں ۱۵ سو نوجوان شامل تھے۔

باقی صفحہ ۱۷ پر

کے بی سی اے نگراں کمیٹی... مثبت تبدیلی کی اعلیٰ مثال

سرکاری و نجی باہمی عمل کے راہنما خطوط

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (کے بی سی اے) نگراں کمیٹی کی مدت بڑھانے کا دوبارہ اعلان کیا گیا ہے۔ شہری سی بی ای نے اس کوشش کے لئے پیش قدمی کی اور اس سلسلے میں مسلسل زور دے کر اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کا مقصد کے بی سی اے میں قانون کی حکمرانی اور شفاف طریقہ کار لانا ہے۔ شہریوں کی شرکت اور سرکاری و نجی باہمی عمل ایک مثال اور رہنما خطوط فراہم کرتا ہے۔ دیگر شہری اداروں میں اچھے انتظام کو یقینی بنانے کے لئے ایسی ہی پیش قدمی کی حددرجہ ضرورت ہے۔

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ مخصوص مفادات کے حامل گروپوں کی مزاحمت کے باوجود کے بی سی اے نگراں کمیٹی کا دوبارہ اعلان کیا گیا ہے۔

شہری سی بی ای اور دیگر پرخلوص شہریوں نے اپنا یہ مطالبہ برقرار رکھا تھا کہ نگراں کمیٹی کا دوبارہ اعلان کیا جائے۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں نہ صرف کمیٹی کا دوبارہ اعلان ہوا بلکہ اس کے اختیارات اور فرائض کو بھی بڑھایا گیا ہے۔

اپنی پہلی مدت کے دوران نگراں کمیٹی کے ارکان کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا کیونکہ وہ اپنی بیشتر سفارشات کے بارے میں مزید بھرپور طریقے سے کام نہیں کرسکے اکثر جن پر عملدرآمد نہیں ہوسکا۔

اس مسئلے کے حل کے لئے اب نگراں کمیٹی اک ایک سیکریٹریٹ بنایا گیا ہے کمیٹی کی سرگرمیوں میں رابطہ و تعاون اور کمیٹی کے فیصلوں کے مناسب عملدرآمد کو یقینی بنانا اس سیکریٹریٹ کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

جناب زیدالواسطی کو کنٹرولر آف بلڈنگ کے بی سی اے کو نگراں کمیٹی سیکریٹریٹ کے سیکریٹری کی حیثیت سے تعینات کیا گیا ہے۔ شہری کے نامزد کردہ جناب سرور خالد نگراں کمیٹی سیکریٹریٹ کے کوآرڈی نیٹر کی حیثیت سے کام کریں گے۔

نگراں کمیٹی میں بھی شہری اپنے رکن رونالڈ ڈی سوزا کے ذریعے نمائندگی کرتی ہے۔ جبکہ شہری کے چیئرمین جناب قاضی فائز عیسیٰ کمیٹی میں اپنی ذاتی حیثیت سے نمائندگی کرتے ہیں کہ وہ شہر کے جانے پہچانے ماہر قانون داں ہیں۔

یہ شہری کے ایجنڈے کا ایک حصہ ہے کہ شہریوں کو ان قواعد و ضوابط اور قوانین کے بارے میں معلومات فراہم کرکے خودمختار بنایا جائے جو ہمارے شہری اداروں کو چلاتے ہیں اور سرکاری ایجنسیوں کے ساتھ شہریوں کے باہمی روابط و تعلق کو آسان بنایا جائے تاکہ شفاف عمل کو یقینی بنایا جائے۔ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ اس عمل کے نتیجے میں نظام میں مثبت تبدیلیاں لانے کے بارے میں سرکاری حکام کی صلاحیتوں میں بھی بہتری آئی ہے۔

بلند ترین عمارات کے تعمیراتی منصوبے کا جائزہ لینے والی ذیلی کمیٹی

کے بی سی اے نگراں کمیٹی نے تین اراکین پر مشتمل ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی ہے جو پاکستان انجینئرنگ کونسل (پی ای سی)' پاکستان کونسل آف آرکیٹکٹس اینڈ ٹاؤن پلانرز (پی سی اے ٹی پی) اور این ای ڈی یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کراچی کے نمائندوں پر مشتمل ہے۔

وہ تمام منصوبے پلان جو گراؤنڈ جمع چار اور زیادہ منزلوں کے ہوں گے انہیں ذیلی کمیٹی کے سپرد کردیا جائے گا تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ ان منصوبوں کی منظوری میں تعمیراتی قوانین کی خلاف ورزی ممکن نہ ہوسکے۔

سید فیصل سعود

سیکریٹری حکومت سندھ' کراچی

No.So-Land(K.D.A)NTP/3-88-98

اصلاح کا چارٹر... کے بی سی اے نگراں کمیٹی کا اعلامیہ

ایس او لینڈ (کے ڈی اے)/ ایچ ٹی پی/ ۳-۸۹/۹۹ حکومت سندھ' سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس ۱۹۷۹ء کے سیکشن ۴-بی کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تحت ایک کمیٹی کو مقرر کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتی ہے جو کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کی سرگرمیوں اور آپریشن کو مانیٹر کرے گی اور جائزہ لے گی کہ مزید احکامات تک اس کی مدت تین برس ہوگی کمیٹی مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ہوگی۔

۱) سیکریٹری شعبہ رہائشی و شہری منصوبہ بندی	چیئرمین
۲) چیف کنٹرولر عمارات کے بی سی اے	سیکریٹری
۳) جناب جسٹس (ریٹائرڈ) حاذق الخیری	رکن
۴) ڈائریکٹر جنرل کے ڈی اے	رکن
۵) ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے	رکن
۶) ڈائریکٹر جنرل ایم ڈی اے	رکن
۷) مشیر قانون کے بی سی اے	رکن
۸) چیئرمین پاکستان انجینئرنگ کونسل	رکن
۹) چیئرمین پاکستان کونسل آف آرکیٹکس اینڈ ٹاؤن پلانرز	رکن
۱۰) چیئرمین آف ایسوسی ایشن آف بلڈرز اینڈ ڈیولپرز	رکن
۱۱) شہری' شہری برائے بہتر ماحول نامزد کردہ	رکن
۱۲) آرکیٹکچر ڈپارٹمنٹ داؤد کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی	رکن
۱۳) سول انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ' این ای ڈی انجینئرنگ یونیورسٹی	رکن
۱۴) گورنر کے نامزد کردہ تعمیری معاملات میں ہمیشہ گہری دلچسپی رکھنے والے شہری اردشیر کاؤس جی	رکن
۱۵) کم سے کم دس برس کی سرگرم پریکٹس رکھنے والے ایڈوکیٹ قاضی فائز عیسیٰ بارایٹ لا جنہیں گورنر نے نامزد کیا	رکن

۸ سے ۱۳ نمبر تک درج تنظیموں کی نمائندگی ایسا شخص یا اشخاص کریں گے جن کے نام متعلقہ تنظیمیں تحریری طور پر کمیٹی کے سیکریٹری کو دیں گی بصورت دیگر وہ شخص جو ابتدا اسے تنظیم کی نمائندگی کر رہا تھا وہ اسے جاری رکھے گا۔ اگر تنظیم کی نمائندگی ایک سے زیادہ اشخاص کر رہے ہیں تو اس نوٹی فیکیشن کے مقصد کے لئے ایک ہی رکن کے طور پر سمجھے جائیں گے۔

۱) کمیٹی مندرجہ ذیل فرائض سرانجام دے گی۔

i) کراچی بلڈنگ و شہری منصوبہ بندی کے قواعد و ضوابط ۱۹۷۹ء کی شرائط کے مطابق عمارات کی تعمیر کی منظوری کی نگرانی اور مانیٹر کرنا اور یا ایسے دوسرے قواعد جو آرڈی نینس کے تحت بنائے جائیں گے انہیں قواعد ہی کہا جائے گا۔

ii) اتھارٹی منظور شدہ تعمیراتی پلان کی خلاف ورزی کی اطلاع ملنے کے پندرہ دن کے اندر آرڈی نینس کی دفعات کے مطابق مناسب اقدامات اٹھا سکتی ہے۔

iii) کمیٹی اتھارٹی کو خطرناک یا غیر قانونی عمارات کو گرانے کی ہدایات جاری کر سکتی ہے۔ اتھارٹی ان ہدایات کے ملنے کے پندرہ دن کے اندر آرڈی نینس/ قواعد و ضوابط کی دفعات کے مطابق عمل کرے گی۔

iv) جب بھی ضرورت محسوس ہو قواعد و ضوابط میں ترمیمات کی سفارش کرے گی اور ڈرافٹ تیار کرے گی۔

v) جب بھی ضروری ہوا آرڈی نینس میں ترمیم کی سفارشات پیش کرے گی اور ڈرافٹ تیار کرے گی۔

vi) آرڈی نینس کی دفعات کو موثر بنانے کے لئے قواعد و ضوابط کا مسودہ بنائے گی۔

vii) اس بات کو یقینی بنائے گی کہ اتھارٹی آرڈی نینس کی دفعات اور قواعد و ضوابط کو موثر طور پر لاگو کرے گی۔

viii) گورنر اور اتھارٹی کو شہر کی افقی اور عمودی دونوں طرح کی افزائش کے قواعد سے متعلق پالیسی اقدامات تجویز کرے گی۔

ix) اتھارٹی کو زیادہ اہل اور موثر بنانے کے لئے طریقے اور ذرائع تجویز کرے گی۔

x) شہر کا تعمیر ماحول محفوظ رکھنے اور اسے تحفظ دینے کے لئے اقدامات تجویز کرے گی۔

xi) اس بات کو یقینی بنانا کہ مختلف رہائشی اسکیموں اور دیگر اسکیموں میں تفریح پارکس' کھیل کے میدان' عوامی خدمات اور تفریحی علاقوں کا مناسب استعمال ہو۔

باقی صفحہ ۱۸ پر

شہری برائے بہتر ماحول کی نویں سالانہ جنرل باڈی میٹنگ

شہری سی بی ای کی نویں سالانہ جنرل باڈی میٹنگ (اے جی ایم) شہری کے دفتر میں بروز ہفتہ بتاریخ ۳ اپریل ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوئی جس میں ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء سال کے لئے عہدیداران کا انتخاب ہوا۔

شہری کی نائب چیرپرسن وکٹوریہ ڈی سوزا نے شہری کی ۱۹۹۸ء کی اے جی ایم کی روداد پڑھ کر سنائی۔ ایک رکن جناب حیدر نے بعد میں اسے قبول کرنے کی تجویز پیش کی۔ جس کی تائید شہری کے ایک دوسرے رکن محمد علی رشید نے کی۔

امبر علی بھائی جنرل سیکریٹری شہری نے ۱۹۹۸ء میں ہونے والی شہری کی سرگرمیوں اور منصوبوں کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور ۱۹۹۹ء کے لئے منصوبوں کے بارے میں جائزہ پیش کیا جو مندرجہ ذیل ہے۔

وکٹوریہ ڈی سوزا صدارت کر رہی ہیں

قانونی ذیلی کمیٹی

امبر علی بھائی نے شرکاء کو بتایا کہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی نگراں کمیٹی کا دوبارہ اعلان کیا گیا ہے یہ فیصلہ شہری کے اراکین اور سول معاشرے کی دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے کیونکہ اس کے خلاف بعض مفاد پرست گروہوں کی شدید مزاحمت کا سامنا تھا۔

شرکاء کو یہ بھی بتایا گیا کہ نہ صرف نگراں کمیٹی کا دوبارہ اعلان ہوا ہے بلکہ اس کے اختیارات اور فرائض میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ نگراں کمیٹی کے کل دس اراکین میں سے دو کا تعلق شہری سے ہے۔ کمیٹی میں شہری کی براہ راست نمائندگی جناب رونالڈ ڈی سوزا کرتے ہیں جبکہ چیرپرسن شہری جناب قاضی فائز عیسیٰ شہر کے ایک مشہور قانونی ماہر کی ذاتی حیثیت سے کمیٹی میں موجود ہیں۔

کے بی سی اے نگراں کمیٹی کا سیکریٹریٹ بھی بن گیا ہے۔ تاکہ کمیٹی کی سرگرمیوں میں رابطہ قائم کیا جاسکے۔ شہری کے نامزد کردہ جناب سرور خالد نگراں کمیٹی سیکریٹریٹ کے کوآرڈی نیٹر کی حیثیت سے کام کریں گے۔

شہری کا ایک دیرینہ مطالبہ اس وقت تسلیم کیا گیا جب حال ہی میں کے ڈی اے گورننگ باڈی دوبارہ تشکیل دی گئی اور اس میں شہریوں کی نمائندگی کو اور زیادہ بڑھایا گیا۔

شہری کی مسلسل کوششوں کے باعث سندھ ہائیکورٹ میں ایک گرین بینچ تشکیل پائی ہے جو ہائیکورٹ کے دو سینئر ججوں پر مشتمل ہوگی اور جو ماحولیات سے متعلق مقدمات کو دیکھے گی۔ شہری کے اراکین سے کہا گیا ہے کہ وہ ایسے مقدمات میں مقامی عدلیہ کی مدد کریں۔

شہری اس قسم کے اقدامات کو سپریم کورٹ کی سطح پر بھی متعارف کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔

مزار ایکٹ کے تحفظ تقدس کے تحت مزار قائداعظم کی حدود میں ۳۵ عمارات کو سندھ ہائیکورٹ نے غیرقانونی قرار دیا تھا لیکن بعد میں سپریم کورٹ نے تعمیر کنندگان کو ریلیف دے دیا تھا۔ لیکن شہری کے مطالبے پر کیس دوبارہ سندھ ہائیکورٹ میں بھیج دیا گیا۔ جس نے مذکورہ عمارات کو دوبارہ غیرقانونی قرار دیا اور ان کا انہدام حال ہی میں سرانجام پایا ہے۔ شاہراہ فیصل پر فارچون سینٹر کی غیرقانونی تعمیر کے مقدمے کا فیصلہ فی الحال نہیں ہوا ہے اس میں شہری ایک فریق ہے۔

خطیب احمد (خزانچی)

امبر علی بھائی (جنرل سیکریٹری)

وکٹوریہ ڈی سوزا (وائس پریذیڈنٹ)

رسوائے زمانہ گلاس ٹاور کیس میں تیسرے فریق کی دلچسپی کو دور کردیا گیا ہے چنانچہ تعمیر کنندگان دکانوں کو اب تک کرائے پر نہیں دے پائے ہیں۔

جناب سلیم تھریانی کی سربراہی میں ایک کمیٹی سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس ۱۹۷۹ء (ایس بی سی او ۷۹ء) کے قوانین قواعد و ضوابط کو آج کل وقت کے تقاضوں کے مطابق لانے میں مصروف ہیں۔ اس کمیٹی میں شہری کی نمائندگی جناب حسین لوٹیا کر رہے ہیں جو ایک ماہر آرکیٹیکٹ ہیں۔

شہری کی قانونی ذیلی کمیٹی میں نو اراکین ہیں۔ فی الوقت شہری کی طرف سے دائرکردہ ۳۱ قانونی مقدمات عدالتوں میں زیرِ سماعت ہیں۔

میڈیا اور بیرونی ذیلی کمیٹی

۱۹۹۸ء میں کمیٹی کی جانب سے چار نیوز لیٹر اردو اور انگریزی میں شائع کیے گئے جو عوام میں خاصے پسند کیے گئے۔ نیوز لیٹر کے علاوہ شہری کے رکن فرحان انور نے دو تحقیقی منصوبے بھی مکمل کیے ایک منصوبے کا تعلق شہر کے کوڑا کرکٹ کے انتظام کے شعبے سے تھا اس کا موضوع "کراچی میں محلے کی سطح پر کوڑے کرکٹ کا انتظام، مسائل اور حل" تھا۔ دوسرا مطالبہ "گرنے کے لئے شہ سواری، کراچی میں پبلک رہائشی شعبے کا تجزیہ" تھا جس میں شہر کے شہری رہائشی شعبے کو درپیش مسائل کا جائزہ لیا گیا۔

اس وقت شہری کا اپنا ویب سائٹ تخلیق کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

آلودگی کے خلاف ذیلی کمیٹی

شہری نے کے ایم سی کی "ایک پارک اپنایئے" اسکیم کے تحت ایک پارک (ایس ٹی-۱۲، اسکیم نمبر۵ کلفٹن کراچی) کو اپنایا ہے لیکن علاقے کے لوگوں کے عدم تعاون کے باعث یہ منصوبہ خاطرخواہ نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اگر موجودہ حالات میں کوئی مثبت تبدیلی نہیں آئی تو ہوسکتا ہے کہ شہری یہ پارک کے ایم سی کو دوبارہ واپس کردے۔

اسلحہ سے پاک معاشرہ

شہری کی ابلاغی مہم خاصی کامیاب رہی ہے۔ اسلحہ سے پاک کار اسٹیکر اس کا ثبوت ہیں۔ اس تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے ان امکانات کا جائزہ لیا جارہا ہے کہ شہر کے نمایاں مقامات پر عوامی پیغام کے سائن بورڈ لگائے جائیں۔ اس مقصد کے لئے عطیات درکار ہیں۔

شہری سی بی ای انتظامی کمیٹی ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء

قاضی فائز عیسیٰ	چیئرمین
وکٹوریہ ڈی سوزا	نائب چیئرمین
امبر علی بھائی	جنرل سیکریٹری
حنیف اے ستار	خزانچی
نوید حسین	ایگزیکٹو ممبر
خطیب احمد	ایگزیکٹو ممبر
ڈاکٹر ایس رضا علی گردیزی	ایگزیکٹو ممبر

فنڈ جمع کرنے کی ذیلی کمیٹی

شرکاء کو بتایا گیا کہ بعض عطیہ کنندگان پس منظر میں رہتے ہوئے شہری کو باقاعدگی سے عطیہ دیتے ہیں۔ وہ اپنی شناخت پوشیدہ رکھنے پر مصر ہیں۔ ان کے عطیات شہری کے انتظامی اخراجات کا کچھ حصہ پورا کرتے ہیں۔ شہری کے اراکین اور ایڈمنسٹریٹر شہری مسز منصور کی کوششوں سے گزشتہ برس خاصے فنڈ حاصل کیے گئے۔

شہری کراچی میٹروپولیٹن ٹرانسپورٹ اتھارٹی (کے ایم ٹی اے) کا مسودہ تحریر کرنے والی کمیٹی کا بھی حصہ ہے۔ اس کمیٹی میں شہری کی نمائندگی امبر علی بھائی اور جناب فرحان انور کرتے ہیں۔ شہری گورنر سندھ کی جانب سے بلدیات کے معاملات پر بنائی جانے والی ٹاسک فورس کا بھی ایک حصہ ہے۔

باقی صفحہ ۱۷ پر

فرحان انور نے میڈیا اور بیرونی روابط کی کامیابیوں کا ذکر کیا

اجلاس کے حاضرین

شہری انتظامیہ میں نجی شعبے کی شراکت

انڈیا ہیبیٹیٹ سینٹر نیو دہلی کے زیر اہتمام بین الاقوامی کانفرنس میں شہری کی شرکت

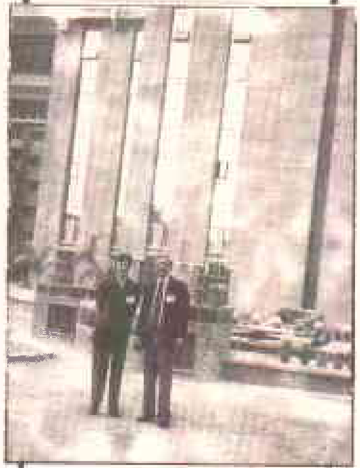

فرحان انور اور رونالڈ ڈی سوزا

شہری انتظامیہ میں نئے عالمی رجحانات پر مقامی معاملات میں منظم نجی شعبے کی شمولیت کے خصوصی حوالے سے بحث کے لئے نئی دہلی بھارت میں ایک بین الاقوامی کانفرنس ہوئی جس میں پاکستان کی نمائندگی شہری نے کی اور کراچی میں ٹھوس کوڑے کرکٹ کے انتظام کے مسئلے پر ایک مقالہ پیش کیا۔

شہر اس صدی کے دوسرے نصف میں کسی قوم کے سیاسی و معاشی ڈھانچے میں اہم مقامات کی حیثیت سے نمودار ہوتے ہیں۔ شہر وہ جگہیں ہیں جہاں تجارت' لوگ' خیالات اور ثقافت کا میلان ہوتا ہے۔ اکیسویں صدی میں پچاس فیصد سے زیادہ دنیا شہری بن چکی ہوگی۔ چنانچہ دنیا کے اطراف کاروباری مسابقت بنیادی طور پر شہریوں کی صحت اور خوشحالی سے منسلک ہے۔

ایشیا میں شہر اتنی تیزی سے وسعت پا رہے ہیں کہ بیشتر منصوبہ بندی کرنے والوں نے کچھ عرصہ قبل تک اس کا ادراک ہی نہیں کیا تھا۔ بنیادی ڈھانچے' ہجرت میں عالمگیریت اور ماحولیاتی ٹکراؤ کے سیاق و سباق میں کاروبار' تجارت' سیاحت اور صنعت میں تیز رفتار سرمایہ کاری نے سیاسی و سماجی تغیر پذیر اثرات کے ساتھ چیلنجز تخلیق کئے ہیں۔ اگرچہ حالیہ تصویر قابل افسوس ہے پھر بھی ایشیا اور بحرالکاہل کے کنارے آباد ملکوں میں مقامی ریاستی اور قومی رہنماؤں نے ترقی کی رہنمائی کے لئے ایک نئے ”فریم ورک“ کی جانب کام کا آغاز کیا ہے۔

اب تک کاروبار و تجارت اندرون شہر اور غریب آبادیوں میں کام کرنے سے احتراز کرتے تھے۔ مسائل کا انبار کاروباری پیش قدمی کو ناکامی میں تبدیل کردیتا تھا۔ چنانچہ کاروباری ذرائع پر لامحدود وعدوں کے لئے راہ ہموار کرنے کے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ پھر بھی حال ہی میں بہت سے کاروبار حکومت اور کمیونٹی کے ساتھ اشتراک کر رہے ہیں تاکہ حکمت عملیوں کی دوبارہ تعمیر میں شراکت دار بن سکیں۔

کیونکہ کاروبار حکومت یا کمیونٹی تنظیموں کا بدل نہیں ہوسکتے لیکن وہ رقم فراہم کرنے یا پالیسی مرتب کرنے والوں کی حیثیت سے رفاقت میں خصوصی وسعت لاسکتے ہیں۔ ایشیا میں کچھ کاروباری اداروں نے مقامی حکومتوں اور کمیونٹی تنظیموں کے ساتھ داخل ہوکر یہ قدم اٹھایا ہے تاکہ سماجی و معاشی مسائل کو حل کیا جاسکے۔

اس رجحان کے مثبت نتائج کس طرح حاصل کئے جاسکتے ہیں اس پر بحث و مباحثہ کرنے کے لئے نئی دہلی بھارت میں ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد حال ہی میں ہوا تھا۔ اس کانفرنس کے بڑے منتظمین میں بھارت کی رہائشی و شہری ترقیاتی کارپوریشن (ایچ یو ڈی سی او)' ایشیا پیسفک سٹیزن فورم (اے پی سی ایف)' بھارت کا قومی ادارہ برائے شہری معاملات (این آئی یو اے)' یو ایس ایڈ' ڈی سینٹرلائز ٹریننگ فار اربن ڈویلپمنٹ (ڈی ٹی یو ڈی) اور کنفیڈریشن آف انڈین انڈسٹری (سی آئی آئی) شامل تھے۔ کانفرنس کوسٹی نٹ' فیڈرک نومان فاؤنڈیشن' مہندرا اینڈ مہندرا' پیسٹ کنٹرول انڈیا اور اربن مینجمنٹ پروگرام ایشیا نے کو اسپانسر کیا تھا۔

مختلف ممالک کے این جی اوز/شہری گروپوں اور کاروباری گروپوں نے اس موقع پر اپنے اپنے منصوبوں کے بارے میں مقالات پیش کئے۔ میزبان ملک بھارت کی جانب سے اجاگر کئے جانے والے منصوبوں میں کلکتہ اولڈ ٹاؤن ہال کو دوبارہ زندگی دینے کا منصوبہ' بمبئی فرسٹ' چینائی میں آبی گزرگاہوں اور تالابوں کی بحالی' انجمن نوجوان برائے بہتر بھارت بمبئی' دی احمد آباد ایفرگس' ٹاٹا ا[illegible] ریسرچ انسٹی ٹیوٹ وغیرہ شامل ہیں۔

کولمبو میونسپل کونسل کے نمائندے نے شہری انتظامیہ کے بعض پہلوؤں کی نج کاری کے اپنے تجربے کے بارے میں بتایا۔

امریکہ کے ٹائمز اسکوائر اسٹریٹ بزنس امپروومنٹ ڈسٹرکٹ' نیویارک اور دی امریکہ پروجیکٹ' اٹلانٹا آف کارٹر سینٹر بھی زیر بحث آئے۔

کینیڈا اور جنوبی امریکہ کے نمائندوں نے بھی مقالات پڑھے۔ پاکستان کی نمائندگی شہری سی بی ای کے رونالڈ ڈی

باقی صفحہ ۱۸ پر

عوام کی طاقت

خطیب احمد

ترقی یافتہ معاشرہ

اور عوامی بہبود

غیر سرکاری تنظیموں کے قیام کا بنیادی مقصد

پاکستان کے شہریوں نے ماضی میں بھی نہ تو برطانوی طرز پارلیمان حکومت کا تجربہ کیا اور نہ ہی اس پر کبھی عمل کیا۔ اگرچہ کہ وہ انہیں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ورثے میں ملی تھی۔ لوگ روایتی طور پر چھوٹے دیہاتوں و کمیونٹی کی سطح پر پنچایتی نظام کے تحت خودمختاری سے فیصلے کرتے رہے ہیں۔

سیاسی اور انتظامی حکمرانی بادشاہوں' راجاؤں' نوابوں اور امراء کے لئے مخصوص تھی۔ جس کا نفاذ جاگیرداری نظام کے تحت تھا۔ جب کبھی یہ حکمران آپس میں ایک دوسرے سے برسرپیکار ہوتے اور ایک دوسرے کے علاقے پر قبضہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوتے تب بھی کارکن طبقے کو امن و امان سے رہنے دیا جاتا تھا۔ کیونکہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہی طبقہ فاتح کو آمدنی اور مالیہ فراہم کرتا ہے۔ یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ عام آدمی کا خود کو انتظام حکمرانی میں شامل کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ اسے ریاست کا کاروبار چلانے کے لئے معاشی قدروقیمت کی خدمات اور سامان فراہم کرنے کے لئے ہی مسلسل کام کرتا ہے۔

مختلف ممالک میں این جی اوز کی تعداد	
برطانیہ	پانچ لاکھ
کینیڈا	دو ہزار
زمبابوے	آٹھ سو
بنگلہ دیش	بارہ ہزار
ہندوستان	ایک لاکھ

آبادکاری کے دوران اور بعدازاں عوام پر اسی جاگیرداری نظام کے تحت حکمرانی کی گئی۔ بلکہ نوآبادی ہونے کا ایک اضافی بوجھ بھی تھا۔ ان کے پرانے حکمران انگریزوں کے مفتوح ہوگئے تھے لیکن انہوں نے اپنے غیرملکی آقاؤں کی خاطر ان کے کارندے اور منصب دار بن کر اپنے ہی لوگوں پر حکومت کی۔ عام آدمی کے لئے زندگی اپنی پرانی ڈگر پر ہی چلتی رہی جہاں وہ حکمرانوں کے تابع تھے۔

صنعتی برطانیہ نے بھارت کو خام مال کی فراہمی کا ذریعہ اور اپنے تیار مال کی منڈی بنایا تھا۔ اس عمل نے ملک کی گھریلو صنعت کی بنیاد کو تباہ کردیا اور لوگوں نے دیکھا کہ ان کے انتظامی' عدالتی اور تعلیمی نظام کے پرزے پرزے ہوگئے۔ ان کی جگہ برطانوی نظام نے لے لی ہے۔ دو سو برسوں کی ذہنی غلامی نے عوام کو یہ ہی سکھایا کہ "حکمران ہی سب سے بہتر جانتے ہیں اور وہ تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے موجود ہیں" اس سوچ نے لوگوں کو پہل کرنے سے عاری بنا دیا۔ جمہوری نظام کے تحت جاگیرداروں نے اسی پالیسی کو جاری رکھا۔ یہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ لوگ خود حکمرانی میں سرگرمی سے حصہ لینے میں ہچکچاتے ہیں یا خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتے نفسیاتی طور پر بھی لوگ اب بھی اس انتظار میں دکھائی دیتے ہیں کہ کوئی آئے گا اور ان کے مسائل حل کردے گا۔

شہریوں کی شراکت کے چند مقبول ذرائع میں ایک ذریعے کو غیرسرکاری تنظیمیں (این جی اوز) یا کمیونٹی کی بنیادوں پر کام کرنے والی تنظیمیں (سی بی اوز) کہا جاتا ہے۔

شہری گروہوں کا ظہور

شہریوں کی معاون و مددگار تنظیموں کی

ایک بڑی تعداد کا وجود میں آنا اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ سرکاری تنظیمیں خودمختار سرکاری ادارے لوگوں کو ضروری سطح اور معیار کے مطابق وہ سہولتیں، خدمات و آسائشیں خاطرخواہ طور پر فراہم کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ این جی اوز اور سی بی اوز کون ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شہریوں (غیرسرکاری) کے وہ گروپ ہیں جنہوں نے عام شہری کے فائدے کے لئے بعض سماجی و معاشی مقاصد کے حصول کا ذمہ اپنے سر لے لیا ہے۔ یہ رضاکار گروپ ایک بہتر کل کے لئے سرگرم عمل ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ شہر کے سرمائے کو آنے والی نسلوں کا اثاثہ سمجھا جائے جس کا تحفظ مناسب احتیاط و جانفشانی سے کرنا چاہئے۔ سرکاری اداروں و حکام کی جانب سے چھوڑی جانے والی سماجی خدمات کے خلاء کو پورا کرنے کے لئے این جی اوز اور سی بی اوز کے اراکین رضاکارانہ خدمات فراہم کر رہے ہیں (حالانکہ سرکاری حکام کو تنظیمی ڈھانچہ فراہم کیا جاتا ہے اور عوام کو خدمات فراہم کرنے کے لئے پبلک فنڈ سے تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں)

عام طور پر این جی اوز اور سی بی اوز کے سرگرم کردار کا خیرمقدم سرکاری حکام و اہلکاروں کی جانب سے خوش دلی سے نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کی کمزوریاں کھل کر ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ان سے پوچھ گچھ شروع ہو جاتی ہے اور پھر کبھی کبھی عوام کے مفادات میں چارہ گری بھی ہو جاتی ہے۔

رجعت پسندانہ انداز میں یہ حکام ان شہری گروپوں کی عوام کے حق میں مسلسل اور قائم رہنے والی کوشش کو منظم کرنے کی اصل نیت پر شکوک و شبہات کا اظہار کرکے ان کی قانونی حیثیت اور اعتبار کو چیلنج کرنے لگتے ہیں۔ یہ نہ صرف بلاوجہ اعتراض کرتے ہیں بلکہ اکثر کھلے عام کہتے ہیں کہ ان سرگرمیوں کے پس منظر میں دراصل مخصوص مفادات کی حامل جماعتوں کا حساب بے باق کرنا ہے (جن کی نقصان دہ سرگرمیوں کے مخالف یہ شہری گروپ ہیں) یہ حکام شہری گروپوں سے اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ کہاں رجسٹرڈ ہیں؟ اور عوام کے مفادات کی مہمات کو مہمیز لگانے کا انہیں کیا حق اور اختیار حاصل ہے؟

شہری کی یہ دلیل ہے کہ اس ملک میں رہنے والے ہر فرد کو پاکستان کا شہری ہونے کی حیثیت سے اس زمین پر وہ انتہائی اختیار حاصل ہے جس کی اسے ضرورت ہے تاکہ وہ انفرادی یا اجتماعی طور پر عوام کے مفادات کے لئے کام کرسکے۔ حقیقی شہری گروپوں کے کام میں کوئی ایسی سرگرمی شامل نہیں ہوتی جو عوام یا ملک کے لئے ضرررساں ہو۔ اس کے برخلاف وہ غلط کار حکام کی وجہ سے ہونے والی بے انصافی کا مداوا چاہتے ہیں اور شہریوں کے لئے وہ صحت، ماحول، ٹرانسپورٹ اور سماجی بہتری سے متعلق سہولتوں کو بہتر بنانے کے خواہشمند ہیں۔ شہری گروپ اپنے فنڈز اور کوششوں کے ذریعے یہ ہی کچھ کر رہے ہیں۔ انہیں عوام کے ٹیکس کی رقم سے کوئی فنڈ نہیں مل رہا ہے اور نہ ہی وہ ایسا کوئی فنڈ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

حقیقی شہری گروپوں کے کام میں کوئی ایسی سرگرمی شامل نہیں ہوتی جو عوام یا ملک کے لئے ضرررساں ہو' اس کے برخلاف وہ غلط کار حکام کی وجہ سے ہونے والی بے

۱۹۹۱ء میں زمبابوے میں ہونے والی پہلی دولت مشترکہ این جی اوز فورم کی سفارشات کے جواب میں دولت مشترکہ فاؤنڈیشن، لندن، برطانیہ نے ایک کتاب مرتب کی ہے جس کا نام "غیرسرکاری تنظیمیں : اچھی پالیسی اور عمل کے لئے رہنما خطوط" ہے۔

اس کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

این جی اوز کی نمایاں خصوصیات

وسیع تر معنوں میں این جی اوز کو دو بنیادی گروپوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

فلاحی

این جی اوز کی اکثریت دیکھ بھال اور فلاح و بہبود کی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ خیراتی کام یا غریب نوازی انہیں ورثے میں ملی ہیں جو ۱۹ویں صدی اور اس کے بعد آنے والے برسوں میں صنعتی ملکوں میں بہت تیزی سے پھیلی تھیں۔

تغیر اور ارتقاء

کچھ این جی اوز تاریخی طور پر عوامی مفادات کے مقاصد اور سیاسی عمل کے پرچار میں مصروف ہیں۔ خدمات کے لحاظ سے اس طرح زیادہ جنگی نوعیت کی سرگرمیاں وجود میں آتی ہیں نتیجتاً" ان کی سرگرمیاں معاشرے میں بہت سی تبدیلیاں لائیں مثلاً غلامی کا خاتمہ، بچوں سے محنت کرانے کا قلع قمع، بالغ رائے دہی کا تعارف اور پائیدار ترقی وغیرہ۔

تمام این جی اوز مندرجہ چار عمومی خصوصیات، امتیازات کی حامل ہوتی ہیں۔

رضاکارانہ

رضاکار کی اصطلاح کا مطلب ہے کہ۔

○ ان کی تشکیل رضاکارانہ ہوتی ہو۔ کسی بھی ملک کے قانون یا قانونی دائرہ کار میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس کے تحت ان کو وجود میں لانے کی ضرورت ہو یا انہیں وجود میں لانے میں رکاوٹ بنے۔ اور

○ تنظیم میں رضاکارانہ شراکت کا عنصر ہونا ضروری ہے۔ چاہے یہ بورڈ کے ارکان کی چھوٹی سی تعداد کی شکل میں ہو یا بڑی تعداد میں یا اس سے فائدہ اٹھانے والے اپنا وقت رضاکارانہ طور پر دیں۔

خودمختار

معاشرے کے قوانین کے اندر رہتے

ہوئے ان کا کنٹرول ان افراد کے ہاتھوں میں ہو جنہوں نے انہیں بنایا ہے یا انتظامی بورڈ ہو جو ان ہی لوگوں کا نمائندہ ہو یا قانون کے تحت کنٹرول اور انتظام کے لئے انہیں ذمہ دار تفویض کرنا ضروری ہو۔

بلامنافع

وہ ذاتی، نجی یا فائدے کے لئے نہ ہوں اگرچہ---

○ این جی اوز دیگر اداروں کی طرح ملازمین کی خدمات حاصل کرسکتی ہیں جنہیں ان کی خدمات کا معاوضہ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن این جی اوز میں آجر، انتظامی بورڈز کو ان کے اس کام کا معاوضہ نہیں دیا جاتا جو وہ بورڈز میں سرانجام دیتے ہیں۔ عام طور پر بورڈز کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے وہ جو اخراجات کرتے ہیں عام طور پر ان کی ادائیگی کردی جاتی ہے۔

○ این جی اوز آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں ملوث ہوسکتی ہیں لیکن وہ حصہ داروں یا اراکین میں منافع یا اضافی رقم تقسیم نہیں کرسکتیں۔ وہ حاصل شدہ آمدنی کو صرف اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرسکتی ہیں۔

اغراض و مقاصد میں نجی مفاد شامل نہ ہوں

این جی اوز کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

○ ایسے مغلوب افراد کے حالات کو بہتر بنانا جو اپنی صلاحیتوں و قابلیت کو سمجھنے سے قاصر ہوں اور عملاً" معاشرے میں اپنے پورے حقوق حاصل کرنے کے قابل نہ ہوں اور/یا

○ معاشرہ بہ حیثیت کل یا لوگوں کے حالات یا مواقع، فلاح و بہبود کا تعین کرنے والے موضوع اور مسائل پر کام کرنا۔

این جی اوز کی اہمیت

این جی اوز معاشرے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں وہ ایک ترقی یافتہ معاشرے اور عوامی بہبود کی آرزو سے متحرک ہوکر قائم ہوتی ہیں اور تعلیم، صحت، سماجی بہبود اور معاشی بہتری کے پروگرام (خصوصاً" پسماندہ طبقوں میں) چلاتی ہیں۔ اس طرح وہ بالواسطہ اور بلاواسطہ جمہوری عمل کو تیز کرتی ہیں۔ این جی اوز ایک عرصے سے معاشرے میں مسائل کے حل اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے نت نئے ذرائع اور طریقے تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔ حالیہ برسوں میں وہ سماجی، ماحولیاتی اور معاشی ترقی و عمل مثلاً امن، جمہوریت، انسانی حقوق، جنس کی برابری و مساوات اور غربت جیسے موضوعات و مسائل پر قائم رہنے والے اعمال کے لئے تجدیدی تحقیق کا مرکز بنی ہیں۔

این جی اوز کی تعداد ہر ملک میں مختلف ہے۔ برطانیہ میں ایک اندازے کے مطابق پانچ لاکھ سے زائد این جی اوز ہیں جن میں سے پونے دو لاکھ خیراتی ادارے کے طور پر رجسٹرڈ ہیں اور اندازاً" ۱۷ بلین سالانہ خرچ کر رہی ہیں۔ کینیڈا میں این جی اوز کے کینیڈین ماحولیاتی نیٹ ورک میں دو ہزار گروپوں کی ممبرشپ ہے۔ زمبابوے میں ۸۰۰ این جی اوز ہیں جو آزادی سے اب تک مختلف منصوبوں پر تین سو سے چار سو ملین زمبابوے پونڈ خرچ کرچکی ہیں۔

بنگلہ دیش میں کم سے کم بارہ ہزار مقامی گروپ ہیں جو مقامی اور مرکزی حکومت سے مالی امداد حاصل کررہے ہیں۔ دیہی ترقی کی ایک این جی او نے ۸۵۰۰۰ دیہاتوں کی مدد کی تاکہ وہ مدافعتی ٹیکوں کے پروگرام سے مستفید ہوسکیں۔ ایک اور این جی او غریب لوگوں کو قرضہ فراہم کرتی ہے۔ اس کی نو سو شاخیں ہیں اور وہ ۲۳ ہزار دیہاتوں میں کام کر رہی ہے۔ بھارت میں ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ این جی اوز ہیں۔ جبکہ دوسرے اندازے کے مطابق صرف ایک صوبے تامل ناڈو میں نچلی سطح پر کام کرنے والی ۲۵ ہزار تنظیمیں رجسٹرڈ ہیں۔

اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کا اندازہ ہے کہ دنیا بھر کے ترقی پذیر ممالک میں این جی اوز سے مستفید ہونے والے افراد کی تعداد تقریباً" ۲۵۰ ملین ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں ۱٫۳ بلین افراد کا ۲۰ فیصد حصے پر مشتمل افراد انتہائی غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور آنے والے برسوں میں اس میں مزید اضافہ ہوگا۔

این جی اوز کی سرگرمیاں

یہاں این جی اوز کی پانچ عمومی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔ یہ پسماندہ افراد کی دیکھ بھال اور فلاح و بہبود سے لے کر تبدیلی اور ترقی کی سرگرمیوں تک پھیلی ہوئی ہیں۔

خدمات تفویض

این جی اوز کو خود ان خدمات کی تعریف کرنی چاہئے جو وہ فراہم کرتی ہیں یا وہ یہ کام فائدہ اٹھانے والے گروپوں کے مشورے سے بھی کرسکتی ہیں یا حکومت یا فنڈ فراہم کرنے والی ایجنسیوں کے لئے خدمات فراہم کرسکتی ہیں۔ جو خدمات فراہم کرتی ہیں جو خدمات کی وضاحت و تعریف کرتی ہیں۔

ذرائع کو بروئے کار لانا

این جی اوز انفرادی یا اجتماعی سطح پر ذرائع کو بروئے کار لاسکتی ہے۔ ذرائع کی یہ حرکت مالی یا جسمانی ہوسکتی ہے۔ ان میں ذرائع کو بڑھانے والی سرگرمیاں شامل ہیں۔

تحقیق و جدت طرازی

یہ وہ سرگرمیاں ہیں جن کا مقصد بہتر افہام و تفہیم حاصل کرنا اور عمومی طور پر معاشرے یا اس کے اندر موجود افراد اور

باقی صفحہ ۱۷ پر

فرحان انور

مکانات کے ترقیاتی شعبے کی تنزلی کے اسباب

شہری برائے بہترماحول نے حال ہی میں ایک مطالعہ کیا جس میں کراچی میں سرکاری رہائشی شعبے کو درپیش مسائل زیربحث آئے- نارتھ کراچی کا 5-ڈی سیکٹر مطالعہ کے لئے منتخب کیا گیا- جس کے تحقیقی کام کے نتیجے میں چند اہم سوال اٹھے ہیں جن کا فوری جواب مطلوب ہے—

اس مطالعے میں رہتے ہوئے مکانات کی ترقیاتی شعبے میں تنزلی کی وجوہات کا اندازہ لگایا گیا کہ مکانات کو جدید سہولتوں کی فراہمی میں کمی کے ساتھ ساتھ ترقی یافتہ سہولتوں کی مناسب دیکھ بھال میں ناکامی کے اسباب بھی تلاش کئے گئے۔

اس اندازے کی بنیاد حکومت کی ایک خصوصی رہائشی اسکیم / منصوبہ (نارتھ کراچی سیکٹر (۵-ڈی) کی ترقی کی تاریخ معلوم کرنے کی کوشش پر تھی۔ اس کی منصوبہ بندی، عملدرآمد اور قبضے کے تمام مراحل کا جائزہ لیا گیا تاکہ تجزیہ کیا جاسکے کہ خامی کہاں ہے۔ آخر حکومت کراچی میں رسمی رہائشی شعبے میں اپنے نمایاں کردار کو برقرار رکھنے میں کیوں ناکام رہی اور ترقی پذیر رہائشی اسکیم خصوصاً "پست / متوسط آمدنی رکھنے والے علاقے منصوبہ بندی اور انتظامی کابوس کیوں بن گئی۔

مطالعے کا ایک اور اہم پہلو "عوامی رائے عامہ" پر زور دینا ہے۔ بدقسمتی سے ماضی اور حال کے بیشتر شہری منصوبے ان لوگوں کے خیالات، آراء اور مشوروں کو اکٹھا کرنے کی تگ و دو کے بغیر تیار کئے گئے جن کو فائدہ پہنچانے کے لئے انہیں بنایا گیا تھا جس طریقہ پر ان منصوبوں کی تشکیل کی گئی اور ان پر عملدرآمد کرنے والوں اور شہری کے لئے خصوصاً" کتنے تباہ کن اثرات ظاہر ہوئے اس سے اس تن تنہا رسائی کی حماقت ثابت ہوتی ہے۔ جو بنیادی حقیقتوں سے بالکل الگ تھی اور اس کے ذمہ دار منصوبہ بندی کرنے والے ہمارے حضرات تھے۔

اس مطالعے کے دوران اٹھنے والے چند مسائل کو ذیل میں زیر بحث لایا گیا۔

پاکستان میں اگر کوئی شہری ترقی کی تاریخ پر دوبارہ غور و فکر کرے تو جو کہانی سامنے آتی ہے وہ امید اور ناامیدی اور ترقی و تنزلی کا ایک پیچیدہ گورکھ دھندا ہے جس کا بدقسمت عنوان "شکستہ وعدے اور ناکام خواب" ہے۔

الٹی ہو گئی تعبیر

ترقی کے ابتدائی مراحل میں بڑے ترقیاتی منصوبے خصوصاً" رہائشی شعبے میں منصوبہ بندی کرتے وقت مستقبل پر نظر مرکوز نہیں کی گئی۔ عظیم کراچی کا نوآبادکاری پروگرام بھی ایک ایسا ہی منصوبہ تھا۔ کورنگی اور نارتھ کراچی کے دونوں رہائشی منصوبوں کو لیجئے۔ کیا ان دونوں کے رہنما خطوط، سہولتوں، آسائشوں اور بنیادی ڈھانچوں اور منصوبہ بندی کی اصل دستاویز کے خطوط میں ذرا سی بھی مماثلت پائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے سڑک کے ساتھ کہیں پر کچھ نہ کچھ سخت گڑبڑ ہوئی ہے۔ کیا ہوا ہے؟ اور کون سے عوامل یا کرداروں کو ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ کیا ہم نے کوئی سبق سیکھا ہے؟

ان سوالات کے جواب آسان نہیں ہیں۔ ان کی کلیت کے ساتھ ان سے نمٹنا اس مطالعے کے اختیار سے باہر ہے۔ لیکن کچھ سنگ میل ضرور مقرر کئے جاسکتے ہیں اور چند چبھتے ہوئے سوالات ضرور اٹھائے جاسکتے ہیں۔

غلط شروعات

اصل دستاویزات کا موازنہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مرکزی خریداری مراکز، پارکس، تھیٹرز، پارکنگ کی جگہیں، پیدل چلنے کے راستے وغیرہ کی سہولتوں کی فراہمی کا تذکرہ موجود ہے۔ لیکن علاقے کا جائزہ لینے پر ان تمام سہولتوں و آسائشوں کی غیرموجودگی واضح طور پر نظر آتی ہے۔ کیا انہیں تعمیر کیا گیا تھا یا گزرے ہوئے برسوں میں ان کھلی جگہوں پر قبضہ کرلیا گیا اور زمین کے استعمال کو تبدیل کردیا گیا؟ ترقی کے تاریخی عمل کا محتاط جائزہ سابقہ متبادل کی جانب زیادہ اشارے کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ چنانچہ کیا حکومت کو الزام کا بڑا حصہ اپنے سر لینا چاہئے؟

بربادی کی ترکیب

اس حقیقت سے ہرگز انکار نہیں کہ صارفین نے بھی حاصل خدمات کا بری طرح استعمال کیا اور نافذ ہونے والے قوانین کی خلاف ورزی کی جو سکشن پمپ جیسے آلات کا کھلے عام استعمال، پانی کے پائپوں کے نیٹ ورک میں انفرادی سطح پر تبدیلیوں، نالوں اور گٹر میں کوڑا کرکٹ اور سنگل یونٹ مکانوں کو ملٹی یونٹ کمپلیکس میں تبدیلی سے ظاہر ہوتی ہے۔ پھر کیا یہ بتانا مناسب ہوگا کہ مکینوں کو قانون توڑنے اور ماحول کو آلودہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ یہ بحث اسی طرح جاری رہے

گی۔ جب آپ کو اپنے کوڑے کرکٹ کو حفاظت کے ساتھ ٹھکانے لگانے کی کوئی سہولت حاصل نہ ہو۔ جب گندے پانی کے نکاس اور پانی کی فراہمی کے نظام کو باقاعدہ وقفوں کے ساتھ دوبارہ درست نہیں کیا جائے گا۔ جب آپ کو ۲۴ گھنٹے پانی کی فراہمی نہ ہو۔ جب ریاست کے کرتا دھرتا زمین کے استعمال کی تبدیلی اور تجاوزات کے واقعات پر اپنی آنکھیں اور کان بند کرلیں تو کیا ہم قوانین کی خلاف ورزی اور نظام و خدمات پر زیادتی کی ترکیب نہیں کر رہے ہیں؟ پھر کیا یہ خدمات کو برقرار رکھنے کا مسئلہ نہیں ہے؟

شہریوں سے یہ پوچھنا برمحل ہوگا کہ کیا انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے سے پہلے وہ تمام قانونی حربے و راستے اپنائے تھے جو انہیں دستیاب تھے؟ اکثر یہ بات سامنے آئی ہے کہ انہوں نے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ چاہے اس کی وجہ علم کی کمی ہو یا نظام پر اعتماد نہ ہونے کا نتیجہ ہو۔ تو کیا عام آدمی کو علم و قوت فراہم کرنے میں امید کی کوئی کرن نظر آتی ہے؟ یہ بات بھی کم اہم نہیں ہے کہ عام آدمی اپنی غلطی (شعوری یا غیرشعوری) تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور سرکاری حکام اپنے عدم تعاون کے لئے امتیاز رکھتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ایک سماجی مسئلہ ہو۔

ایک ہی راگ کا آلاپ

کوئی بھی فرد سوالات کی ایک طویل فہرست تیار کرسکتا ہے اور مسائل کی نشاندہی کرسکتا ہے۔ ترقی کے راستے کی نوعیت گورکھ دھندے کی سی ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو تختہ مشق بنالیا ہے۔ لیکن سب سے اہم سوال تو یہ ہے کہ کیا ہم نے اپنی غلطیوں، حماقتوں اور بدقسمتی سے کوئی سبق سیکھا ہے؟ کیا ہمارے ترقیاتی اداروں (سرکاری یا نجی) نے ایسے وعدے کرنے بند کئے جو وہ کبھی پورے نہیں کرسکتے وہ مستقبل پر نظر رکھنے کی اپنی نااہلیت اور ناقص منصوبہ بندی کے طریقے کار سے دست بردار ہوئے؟ کیا انہوں نے خود ماضی کی ترقیاتی کوششوں کا تجزیاتی اندازہ لگایا اور انہیں اپنے مستقبل کے منصوبوں میں ضم کیا اور حفاظتی اقدامات اٹھائے تاکہ مصیبت، تباہی و بربادی کو دوبارہ رونما ہونے سے روکا جاسکے۔

جاگ جائیے

شہری برائے بہتر ماحول اس مطالعے کے ذریعے کراچی میں ریاست کی جانب سے پیش ہونے والے اور زیرانتظام رہائشی شعبے کی تنزلی کی وجوہات کا اندازہ لگانے کے لئے معیار اور کسوٹی کا تعین کرکے مثبت تبدیلی کی سمت ایک قدم اٹھایا ہے۔ ہم نے عوام پر براہ راست اثرانداز ہونے والے مسائل کا اندازہ لگانے اور انہیں ضبط تحریر میں لانے کی اہمیت پر زور دیا ہے اور جس میں ہمارے پلانرز اور ڈیولپرز کے لئے ان کی کارکردگی بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

ہم نے اداروں، نجی انٹرپرائزز، شہری گروپوں اور افراد کے متعلقہ کردار کو جانچا ہے جو شہری ترقی کو اثرآفریں بناتا ہے اور ہمارا اپنا خصوصی سماجی بندوبست انتظامی سیاق و سباق دیتا ہے۔ مندرجہ ذیل سنگ میل مقرر کئے ہیں۔

دستاویزات کا موازنہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مرکزی خریداری مراکز، پارکس، تھیٹرز پارکنگ کی جگہیں، پیدل چلنے کے راستے وغیرہ کی سہولتوں کی فراہمی کا تذکرہ موجود ہے، لیکن درحقیقت وہ موجود نہیں ہیں

منصوبہ بندی اور عملدرآمد کے درمیان خلا کیوں؟

یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں تھا کہ عوامی آراء کے سروے کی بنیاد پر بنائے گئے معلوماتی سانچے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عوام شدت سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ اصل منصوبے شہریوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے سے قاصر تھے۔ اس احساس کی وضاحت یہ کہہ کر کی جاسکتی ہے کہ ان منصوبوں پر کبھی بھی پوری طرح عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ اس لئے منصوبہ بندی کرنے والوں کو الزام دینا بے سود ہے۔ لیکن ایک یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں مختلف نسلیں اور قومیں آباد ہیں۔ کراچی ایک چھوٹا پاکستان ہے جو ان سب کی نمائندگی کرتا ہے۔ مختلف زبان و نسل کی یہ آبادیاں اپنی سماجی معاشی خصوصیات کی حامل ہیں جو نچلے متوسط آمدنی والے طبقے سے تعلق رکھنے والوں میں زیادہ نمایاں ہیں۔ طرز زندگی اور رہائش میں ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ شاید ایک خاص کمیونٹی کے لئے رہائشی سہولتوں کو ترقی دیتے وقت انجینئرنگ اور تکنیکی تعلق سے قطع نظر سماجی معاشی عوامل کو بھی مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ زیادہ تر رہائشی منصوبے ان افراد کے کردار، سماجی و خاصیتوں کی عکاسی نہیں کرتے جو ان میں رہائش اختیار کرتے

کراچی میں مختلف نسلیں اور قومیں آباد ہیں، ان کا طرززندگی اور رہائش ایک دوسرے سے مختلف ہے، زیادہ تر رہائشی منصوبے ان افراد کے کردار، سماجی اور ثقافتی خاصیتوں کی عکاسی نہیں کرتے جو ان میں رہائشیں اختیار کرتے ہیں

ہیں۔ یہاں سوچ و بچار کیا جاسکتا ہے۔

اکثر اوقات پلاٹ اور مکانات کو مختص کرنے کے عمل کے دوران لاتعداد رکاوٹوں کا سامنا ہوتا ہے بہت سی رہائشی اسکیمیں ابتداء میں ہی ناکام ہوگئیں کیونکہ پلاٹ/مکان کو مخصوص کرنے میں گڑبڑ کی گئی اور اس پر ناجائز قابضین نے قبضہ کرلیا اور ضرورت مند رہائشی کو کھڈے لائن لگادیا گیا۔

رہائشی قرضوں کی تقسیم بھی اس شعبے میں افزائش کو متحرک کرنے میں ناکام رہی ہے۔ جسکی وجہ سے قرضے کے عمل، معاشرتی، سماجی، معاشی رجحانات اور حق انتخاب سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیتوں کے درمیان عدم مطابقت ہے۔

ترقی اور نظام کا انتظام

اس حقیقت کے بارے میں دو آراء نہیں ہوسکتیں کہ ہمارے ملک میں شہری انتظامی نظاموں نے اپنی کارکردگی کی صلاحیتوں میں ترقی پسندانہ تنزلی کا اظہار کیا ہے۔ اہم شہری خدمات مثلاً پانی/سیوریج، کوڑے کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کا کام وغیرہ سبھی مسلسل حالت فرسودگی میں ہیں۔ اہلیت کے ساتھ کام کرنے کے سرکاری نظاموں کی غیرموجودگی میں شہری معاملات کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہیں یہ ایک ایسی مشق ہے جو اگر ذمہ دار اداروں، گروپوں کی پیشہ ورانہ نگرانی کے بغیر ہو تو اس کا نتیجہ نظاموں اور خدمات کے ناجائز استعمال کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہ عمل سرکاری ایجنسیوں کی قانون کی بالادستی کو منصوبے یا کوتاہی سے قائم رکھنے میں ناکامی کے باعث مزید خراب ہوتا ہے۔

حکومت کے کردار میں بالیدگی کی ضرورت

یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی جہاں شہریوں کی خرچ کرنے کی سطحیں ہمارے مقابلے میں بہت زیادہ بلند ہیں۔ شہری ترقی میں پبلک ہاؤسنگ ایک مقبول اور کامیاب کڑی ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ایک ایسا ہی ملک ہے تو پھر ہم نجی شعبے پر اتنا زیادہ انحصار کیوں کرتے ہیں؟

حکومت اس عمل کو آسان بنانے کے لئے مختلف اقدامات اٹھا سکتی ہے جن میں زمین کی قیمت میں کمی اور سائٹ پر بنیادی ڈھانچے کی دستیابی کے بعد متوقع خریداروں کو پلاٹوں کی پیشکش شامل ہیں۔ ترقی کے مختلف نمونوں کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ غریب اور متوسط آمدنی رکھنے والے گروپوں کے لئے اورنگی پائلٹ پروجیکٹ ماڈل کی مثال سامنے ہے۔

اختتامی یادداشت

فراست، دوراندیشی و بصیرت کے بغیر منصوبہ بندی، علم، وضاحت اور صفائی کے بغیر انتظام اور انصاف و اصولوں کے بغیر قواعد و ضوابط ہمیں ایک کے بعد ایک منصوبہ بندی اور ترقی کی تباہی کی جانب لے گئے ہیں۔ ہم صرف اپنی غلطیوں سے سبق سیکھ کر، اپنی بصیرت کو وسعت دے کر اور اپنے طریقہ کار میں شفاف عمل اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بناکر شہریوں کی مدد اور تعاون حاصل کرکے ہی اس رجحان کو تبدیل کرسکتے ہیں۔

شہری برائے بہتر ماحول یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس کے پاس تمام جوابات ہیں لیکن اس تجزیاتی مشق کے پس منظر یقینی طور پر وہ سوالات اٹھا سکتا ہے جنہیں ہم سب کو کم از کم وقت میں سمجھنے اور جواب دینے کی ضرورت ہے۔ اس مطالعے کے منتظم جناب فرحان انور رکن شہری سی بی ای ہیں۔

کوبہ
(COCOON)

ایک آدمی کو تتلی کا کوبہ ملا

ایک دن ایک آدمی کو کوبہ ملا جس میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا وہ گھنٹوں تتلی کو اس سے سوراخ سے نکلنے کی شدید جدوجہد کرتے دیکھتا رہا۔ پھر ایسا محسوس ہوا کہ سوراخ بڑا نہیں ہوگا تتلی جتنی کوشش کرسکتی تھی کرچکی۔ اور اب وہ مزید کچھ نہیں کرسکتی۔ یہ دیکھ کر اس آدمی نے تتلی کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے قینچی سے کوبے کے بقیہ حصے کو کاٹ دیا۔

تتلی آسانی سے باہر آگئی

پھر تتلی اپنے کوبے سے باہر آسانی سے تو آگئی لیکن اس کا جسم سوجا ہوا تھا اور اس کے پر بہت چھوٹے اور مڑے تڑے تھے۔ آدمی تتلی کی نگرانی کرتا رہا۔ کیونکہ اسے امید تھی کہ کسی وقت بھی تتلی کے پر بڑے ہوکر پھیل جائیں گے اور اس کے جسم کو سہارا دے سکیں گے اور سوجا ہوا اس کا جسم وقت کے ساتھ سکڑ کر اپنی اصلی حالت میں آجائے گا۔ لیکن حقیقتاً ایسا کچھ بھی نہیں ہوا کیونکہ تتلی نے اپنی بقیہ زندگی اپنے سوجے ہوئے جسم اور مڑے تڑے پروں کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے گزاری۔

وہ کبھی اڑنے کے قابل نہیں ہوئی

وہ آدمی اپنی مہربانی اور جلدی میں اس بات کو سمجھ نہیں سکا کہ کوبے کو پابند کرنا اور جدوجہد کرنا خدائی طریقہ کار ہے۔ کوبے کے چھوٹے سے سوراخ سے باہر نکلنے کی جدوجہد کرنے سے تتلی کے جسم سے مائع نکل کر اس کے پروں میں جانے پر مجبور ہوتا ہے تاکہ وہ مضبوط اور بڑے ہوسکیں اور جب تتلی اپنے کوبے سے آزادی حاصل کرلے تو پرواز کے لئے پوری طرح تیار ہو۔

کبھی کبھی ہمیں اپنی زندگی میں جدوجہد کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر خدا ہمیں اپنی زندگی کو رکاوٹوں کو عبور کئے بغیر پھلنے پھولنے کی اجازت دے دے تو ہمیں اپاہج بنادے گی۔ ہم کبھی بھی اتنے مضبوط نہیں ہوں گے جتنا کہ ہم ہوسکتے ہیں۔ اور ہم کبھی پرواز نہیں کرسکتے۔

حنیف اے ستار
رکن انتظامی کمیٹی، شہری سی بی ای

کے ایم سی کا عندیہ کیا ہے؟

اسپتالوں کے فضلے کے لئے غلاظت سوز بھٹیاں!

چند برس قبل بلدیہ عظمیٰ کراچی نے دو غلاظت سوز بھٹیوں کو درآمد کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ کراچی شہر کے اسپتالوں کے کوڑے کرکٹ کا خاتمہ کیا جاسکے۔

یہ ایک قابل ستائش پیش قدمی تھی کیونکہ اسپتالوں کا کوڑا کرکٹ اپنے زہریلے مواد کے باعث خصوصی کوڑا کرکٹ سمجھا جاتا ہے۔ جس سے نمٹنے کے لئے گھریلو کوڑے کرکٹ کے مقابلے میں خصوصی طریقہ کار کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے شہر بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ پورے ملک میں یہ عالم ہے اسپتال کے کوڑے کرکٹ کو بھی عام گھریلو فضلے کی مانند سمجھا جاتا ہے۔ اسپتال کا خطرناک کوڑا کرکٹ جس میں لیبارٹری کا کوڑا اور سرنجیں وغیرہ بھی شامل ہوتی ہیں گلیوں اور سڑکوں پر بکھرا نظر آتا ہے اور اس سے کسی بھی قسم کا جسمانی رابطہ تباہی و بربادی کے نتائج کا باعث بن سکتا ہے۔

چند ایک اسپتالوں مثلاً آغا خان اسپتال، کڈنی سینٹر اور سول اسپتال وغیرہ میں غلاظت سوز بھٹیاں نصب ہیں۔ ان کے علاوہ کسی بھی بڑے طبی ادارے نے اس مسئلے کو موثر طور پر نمٹنے کے لئے کسی قسم کی کا مثبت قدم نہیں اٹھایا ہے۔

شہر میں دو غلاظت سوز بھٹیاں نصب کرنے کا کے ایم سی پروجیکٹ چند برسوں تک معطل رہنے کے بعد آخرکار اب حقیقت کا روپ دھارنے میں کامیاب ہوگیا ہے کیونکہ اب غلاظت سوز بھٹیاں اور متعلقہ بنیادی ڈھانچے اپنی جگہ نصب ہوچکے ہیں۔ محسوس تو ایسا ہوتا ہے کہ درست سمت میں ایک قدم اٹھایا گیا ہے لیکن ہم اب بھی پروجیکٹ کے موثر انتظام اور عمل میں آنے کے مرحلے سے بہت دور ہیں۔

> **ملک بھر میں یہ عالم ہے کہ اسپتال کے کوڑے کرکٹ کو عام گھریلو فضلے کی مانند خیال کیا جاتا ہے، اسپتال کا خطرناک کوڑا کرکٹ جس میں لیبارٹری کا کوڑا اور سرنجیں وغیرہ شامل ہوتی ہیں گلیوں اور سڑکوں پر بکھرا نظر آتا ہے**

کوڑے کرکٹ سے نمٹنے کے لئے غلاظت سوز بھٹیوں کا انتخاب انتظامی سے زیادہ تکنیکی ہے۔ کوڑے کرکٹ کے خاتمے کے منصوبوں یا تکنیکی نوعیت کے کسی بھی قسم کے منصوبوں کا انتظام چلانے میں کے ایم سی کا ریکارڈ کتنا اچھا ہے؟ اس سوال کا اطمینان بخش جواب حاصل کرنا آسان نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ کیا کے ایم سی نے منصوبے کی کارکردگی کو یقینی طور پر محفوظ اور ماحول دوست بنایا ہے؟ خصوصاً" ہوائی اخراج کو مانیٹر کرنے کے سلسلے میں اس نے کوئی ٹھوس قدم اٹھایا؟ کیا وہ عملہ جو ان غلاظت سوز بھٹیوں کو چلانے کے انتظام اور نگرانی پر مامور ہے وہ اس کام کی قابلیت رکھتا ہے؟ اور کیا اس عملے کے اراکین کو مناسب تربیت دی گئی ہے؟

شہری کے ایم سی سے یہ بھی معلوم کرنا چاہے گا کہ پلانٹ کو چلانے والے افراد کی صحت کے تحفظ کے لئے کون سے حفاظتی معیار اختیار کئے گئے ہیں یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی کا حامل ہوگا کہ سندھ کا تحفظ ماحولیات کا ادارہ (SEPA) اس منصوبے میں کیا کردار ادا کرے گا کیونکہ پاکستان میں اسپتال کے کوڑے کرکٹ کو مانیٹر کرنے کے لئے کوئی معیار اور قواعد و ضوابط موجود نہیں ہیں۔

ایس پی سی اے کے ماہرین نے کن بنیادوں پر پروجیکٹ کو این او سی فراہم کیا اور اس بات کی کون ضمانت دے گا کہ ماحولیاتی اور صحت کے معیار کی ضروریات پوری کی گئی ہیں۔

کیا کے ایم سی کے حکام ہمیں اس منصوبے کے انتظامی عمل کے بارے میں بتانا پسند کریں گے یہ منصوبہ شہر کے جن اسپتالوں کو خدمات فراہم کرے گا ان کے ساتھ کس قسم کا انتظام اور باہمی عمل پلان وجود میں آیا ہے۔ کوڑا کرکٹ اپنے مقام سے کس طرح جمع ہوگا اور خاتمے کے مقام تک کیسے پہنچایا جائے گا۔ کیا اس عمل میں حفاظتی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

یہ تمام سوالات فطری طور پر ہمیں سب سے اہم سوال کی جانب لے جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کیا منصوبے کے لئے ماحولیاتی اثر کا کوئی اندازہ لگایا گیا ہے۔ اگر اس سوال کا جواب ہاں ہے تو پھر یہ رپورٹ کہاں ہے؟ اور لوگ اس کے وجود سے آگاہ کیوں نہیں ہیں؟

آخر میں ہم یہ بتانا چاہیں گے کہ شہری اصولی طور پر اس پیش قدمی کے لئے معاون و مددگار ہے لیکن اس کے لئے یہ حقیقت اطمینان بخش نہیں ہے کہ مذکورہ بالا تمام سوالات حل ہونے باقی ہیں۔ کیا کے ایم سی انتظامیہ یہ ضرورت پوری کرے گی اور عوام میں پائی جانے والی تشویش کو دور کرے گی۔

ٹائمز اسکوائر نیویارک

اس پر رونق علاقے میں عظمت رفتہ لوٹ آئی

سوانی چو

ٹائمز اسکوائر کاروبار اور شہر کے درمیان سرکاری و نجی شراکت داری کی ایک مثال ہے۔ ٹائمز اسکوائر مین ہیٹن نیویارک شہر کے وسط میں مرکزی کاروباری علاقہ ہے۔ بڈ (BID) ایک تنظیم اور مالیاتی میکنزم ہے جسے مالکان جائیداد اور تاجروں نے اپنی قدر و قیمت جانچنے کے لئے استعمال کیا اس کے لئے انہوں نے شہر کا ٹیکس جمع کرنے والی قوت کو استعمال کیا۔ چنانچہ معاشی ترقی کے لئے ایک قابل اعتبار ذریعہ فنڈ تخلیق ہوا۔ دی ٹائمز اسکوائر بڈ تو بہتوں میں سے ایک ہے۔

تاریخی پس منظر

اس صدی کے آغاز میں اس علاقے میں زندگی کی چہل پہل اس وقت بڑھی جب ۱۹۰۴ء میں یہاں سب وے تعمیر ہوئی۔ نیویارک ٹائمز یہاں منتقل ہوا اور اسکوائر کو اپنا نام دیا۔ ۴۲ ویں اسٹریٹ پر بہت سے تھیٹر تعمیر ہوئے۔ ۱۹۴۰ء اور پچاس کے عشروں میں علاقے نے نمایاں تفریحی مرکز کی حیثیت سے اپنا مقام کھو دیا کیونکہ فلم ریڈیو اور پھر ٹیلی ویژن تفریح کے مقبول ذرائع بن گئے تھے۔ ۱۹۷۰ء کے عشرے تک خوبصورت قدیم تھیٹر کامیڈی شوز، عریاں فلموں اور دیگر تفریحات کا گھر بن گئے۔ یہ علاقہ شہری تباہی اور روگ کا نشان بن گیا۔ جہاں سڑکوں پر منشیات اور عصمت فروشی، سیاحوں اور صارفین کو دور رکھتی اور جرائم کو دعوت دیتی تھی۔ چنانچہ صورتحال مزید بدتر و بوسیدہ ہوگئی تاریخی محلے کو مزید تنزلی سے روکنے کے لئے نجی و سرکاری ذرائع ناکافی تھے لیکن ایسی بات نہیں تھی کہ کوششوں میں کمی آئی ہو۔ ۱۹۸۰ء میں شہر اور ریاست نے مل کر ۴۲ ویں اسٹریٹ پر ترقیاتی منصوبے کو قائم کیا۔ جس نے تجویز پیش کی ۴۲ ویں اسٹریٹ پر واقع نو تاریخی تھیٹروں کی از سر نو آرائش کر کے ٹائمز اسکوائر کی عظمت رفتہ کو اجاگر کیا جائے۔ یہاں چار تجارتی عمارات کی تعمیر اور ایک تجارتی مال کی مارکیٹ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ خیال یہ تھا کہ اس علاقے میں سرکاری رقم کی یہ سرمایہ کاری ڈیولپرز اور کاروبار کے لئے پرکشش ثابت ہوگی اور اس کے کردار کی "اصل روح" اس کے تھیٹروں کو بھی محفوظ رکھا جاسکے گا۔

لیکن ۱۹۸۹ء میں جائیداد کے لین دین کا کاروبار دیوالیہ ہوگیا اور ریاستی منصوبے کو غیر معینہ مدت کے لئے روک دیا گیا۔

ٹائمز اسکوائر بڈ کا قیام

اس تناظر میں نجی جائیداد اور کاروبار کے مالکان نے کچھ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ٹائمز اسکوائر کی بڑی صنعتوں مثلاً دی نیویارک ٹائمز، تھیٹر کے مالکان اور ہوٹل و ریستوان چلانے والوں کے نمائندوں نے مل کر ایک کمیٹی بنائی جس نے بزنس امپرومنٹ ڈسٹرکٹ (بی آئی ڈی) کے لئے ایک پلان بنایا۔ جو شہر اور ریاست کی جانب سے ۱۹۸۲ء میں پاس ہونے والے قانون سے مطابقت رکھتا تھا نیویارک اور پورے امریکہ میں بہت سی بڈز موجود ہیں نیویارک شہر میں ہی اس وقت ۳۹ بڈز ہیں۔ خصوصاً" یونین اسکوائر کی بڈ شہر کے اس حصے کی صفائی میں کامیابی سے مددگار ثابت ہوئی۔

کمیٹی نے ایک ڈسٹرکٹ پلان (ضلعی منصوبہ) تخلیق کیا جس میں حدود، خدمات اور بہتری کی گنجائش کو اجاگر کیا گیا۔ بجٹ اور تشخیص و اندازے لگانے کے طریقہ کار کی وضاحت کی گئی ممبرشپ اور ڈائریکٹروں کے بورڈ کی ترتیب کی بھی نشاندہی کی گئی کمیٹی نے حدود کے اندر واقع ہر مالک جائیداد، تاجر اور رہائشی سے رابطہ کیا اور انہیں اس عمل کے بارے